Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم وتحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم وتحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363

Issue 3, Vol 6 ,July-September,2024

شمارہ۳، جلد۶، جولائی۔ستمبر، ۲۰۲۴

پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت: ایک تحقیقی جائزہ

The Shariah Perspective on Plastic Surgery: A Research Review

عتیق الرحمٰن[1]

Keywords:

Plastic Surgery, Shariah Perspective, Research Review,

Abstract:

Islam, as a complete way of life, addresses all aspects of human existence, including modern issues. One such contemporary matter is the practice of plastic surgery and the use of artificial body parts, which are gaining widespread acceptance and attention. While scholars have discussed this topic in their books and research articles, but much of the available literature is in English or Arabic. This makes this literature in limiting accessibility, so, this study offers an accessible framework in Urdu Language to help individuals understand the religious rulings related to plastic surgery and the use of artificial body part. The main purpose of this research is to examine the Shariah perspective on plastic surgery, addressing key questions about its permissibility and ethical implications.

1 ۔ مدرس: تفہیم القرآن شانگلہ

تعارف:۔(introduction)

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے،اور ایسادین ہے جو ہر زمانے کے مسائل کیلئے نازل کیا گیا ہے اور ہر زمانے میں کوئی ایسی نظیر نہیں ملتی کہ کوئی مسئلہ پیش آیا ہو اور اسلام میں اسکا جواب موجود نہ ہو کیونکہ اسلام دین فطرت ہے،اسلام ہر مشکل اور ہر مسئلے کا جواب دیا ہے۔جہاں دنیا کے اورادیان خاموش ہو جاتے ہے وہاں اسلام اس مسئلے کا حل پیش کرتا ہے۔

اس وقت جدید مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ مصنوعی اعضاء اور پلاسٹک سرجری کا بھی ہے،جو کہ بہت تیزی سے عام ہو رہا ہے اور لوگ اس کی طرف مائل اور متوجہ ہو رہے ہیں۔اس حوالے سے علماء نے کچھ کام کیا ہے،لیکن اکثر انگریزی اور عربی زبان میں ہے اس سے استفادہ خاصتا مشکل ہے،اس لئے ایسے مقالہ کی ضرورت ہے جو اس موضوع سے متعلق سوالات کے جوابات دے تاکہ لوگوں کو اس کے شرعی پہلو سے باخبر کیا جاسکے۔

پلاسٹک سرجری کی تعریف۔

پلاسٹک سرجری کا نام سننے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس سرجری میں پلاسٹک کا استعمال ہوتا ہے۔حالانکہ بات ایسی نہیں ہے بلکہ دراصل پلاسٹک (Plastic)کا ماخذ یونانی لفظ plastico;‘ ہے۔جس کا مطلب ہے تبدیل کرنا،کسی چیز کو نئی شکل دینا، اصلاح و مرمت کرنا،اور سرجری اس طریقہ علاج کو کہتے ہیں جس میں معالج اپنے ہاتھوں اور اوزار کی مدد سے علاج کرتا ہے۔[2]

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی جدہ نے پلاسٹک سرجری کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

1:۔جراحةالتجميل هى تلک الجراحةالتى تعنى بتحسين او تعديل شكل جزءاواجزاء من الجسم البشرى الظاهر،او اعادةوظيفة اذاطرء عليه خلل مؤثر۔[3] پلاسٹک سرجری سے مراد انسانی جسم کے کسی بھی ظاہری عضو یا جسم کے کتنے ہی حصوں کو خوبصورت بنانادانستہ طور پر یا کوئی آفت آگئی ہو(کسی عضو کو کسی حادثے کے نتیجے میں نقصان پہنچا ہو)تو اس کو دوبارہ کار گر بنانے کیلئے کیا جانے والا آپریشن ہے۔

ڈاکٹر محمد احمد کنعانی پلاسٹک سرجری کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

2:۔انها جرح تجرى لتحسن منظر جزء من اجزاء الجسم الظاهرة او وظيفةاذ ماطراء عليه نقص او تلف او تشوه[4]۔یہ آپریشن جسم کے ظاہری اعضاء کو خوبصورت بنانے یا انہیں بہتر اور زیادہ کار آمد بنانے کے لیے کیا جاتا ہے،جب اس میں کسی قسم کا کوئی نقص پیدا ہو جائے،چاہے وہ پیدائشی نقص ہو یا کسی حادثے کا نتیجہ ہو۔

3:۔وہ سرجری جو جسم کے ضائع،مجروح،ناقص یا بدنما اور بدشکل حصوں کی اصلاح کیلئے کی جاتی ہے[5]۔

ڈاکٹر الہام بنت عبداللہ باجنید نے یہ تعریف کی ہے۔

---

[2]۔ اردو انسائیکلوپیڈیا،ج۲،ص ۴۲۲

[3]۔ قرارات الدورة الثامنة عشر بوتراجایامالیزاجده1428ھ،مجمع الفقة الاسلامی،ص30۔

[4]۔ محمداحمد کنعان،الموسوعة الفقهیه الطبیه،(بیروت.دارالمعرفة،1420ھ)،ج2،ص350

3۔ webster's dictionary

4:۔جراحۃتجری لتحسین منظر جزء من اجزاء الجسم الظاھرۃ ووظیفتہ اذا ماطرء علیہ نقص او تلف او تشوۃ[6]۔وہ آپریشن جو جسم کے ظاہری اجزاء میں سے کسی جزء یااس کے فعل کو خوش نمابنانے کیلئے اس وقت ہوتاہے جب اس میں کوئی عیب، یابگاڑ پیداہو جائے۔

5:۔ تقریبا انہیں الفاظ سے ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبداللہ السند نے بھی تعریف کی ہے[7]۔

ان تعریفات میں راجح تعریف یہ ہے۔اسلئے کہ یہ عام فہم اور جامع ہے۔

انھا جرح تجری لتحسن منظر جزء من اجزاء الجسم الظاھرۃ او وظیفۃاذ ماطراء علیہ نقص او تلف او تشوہ[8]۔یہ آپریشن جسم کے ظاہری اعضاء کو خوبصورت بنانے یا انہیں بہتر اور زیادہ کار آمد بنانے کے لیے کیا جاتا ہے ،جب اس میں کسی قسم کا کوئی نقص پیدا ہو جائے،چاہے وہ پیدائشی نقص ہو یا کسی حادثے کا نتیجہ ہو۔

پلاسٹک سرجری کے مقاصد

مقاصد کے اعتبار سے پلاسٹک سرجری کی بنیادی دو قسمیں ہیں۔

الف۔اصلاحی عمل جراحی(reconstructive surgery)

کبھی کبھار پلاسٹک سرجری کا مقصد جسم سے ایسے عیوب اور نقائص کو دور کرنا ہوتا ہے جن عیوب کے وجہ سے انسان دیکھنے میں بہت بد صورت نظر آرہا ہوتا ہے، یا کسی ایسی عضوء کی کارکردگی کو بحال کرنا، جسکی کارکردگی یا منفعت ختم ہوگئی ہو۔یہ عیوب یا نقائص خلقی یعنی پیدائشی بھی ہو سکتے ہیں اور حادثاتی بھی۔جن صورتوں میں اس طرح کی سرجری کی ضرورت پڑھتی ہے ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

1)پیدائشی نقائص جیسے ہونٹ کا کٹا ہونا،تالو کا کٹا ہونا،کان کا بیرونی حصہ نہ ہونا۔(2)بچوں کی نشوونما کے نقائص(3) سر کی ہڈیوں کا باہم ملا ہونا،ہاتھ کے پیدائشی نقائص(4)چوٹ لگنے کی وجہ سے پہنچنے والے زخم، جیسے سر اور چہرے کی ہڈیوں کا ٹوٹ جانا(5) جسم کا جھلس جانا ٹیومر یا کینسر ،جیسے پستان کا کینسر، سر یا گردن کے کینسر، جلد کا کینسر(6) گنجاپن

ب) تجمیلی عمل جراحی۔Cosmetic or aesthetic surgery

کبھی کبھی پلاسٹک سرجری کا مقصد انسانی ساخت میں مناسب تبدیلی کرکے انسان کے ظاہری شکل وصورت کو خوبصورت اور پرکشش بنا یا جاتاہے۔اس طرح عمر کے بڑھنے کیساتھ انسان کے عضو میں ڈھیلا پن آجاتاہے تو پلاسٹک سرجری کے ذریعے سے اسکو بھی دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔سرجری کی اس طرح کی قسم کے ذریعے سے جو کام سرانجام دئے جاتے ہیں ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

1)پیٹ کا ڈھیلا پن دور کرنا(2) چھوٹے پستان کو بڑا کرنا اور بڑے پستان کو چھوٹا کرنا(3)ناک کو نئی شکل دینا(4)کان کو نئی شکل دینا(5)کولہوں کو اوپر اٹھانا(6)پستانوں کا ڈھیلا پن کم کرکے انہیں اوپر اٹھانا یا نئی شکل دینا(7) چہرے سے جھریاں اور بڑھاپے کی علامات دور کرنا(8) ٹھڈی کو اوپر اٹھانا(9)رخسار کو اوپر اٹھانا(10) جلد کو خوبصورت بنانا(11) چہرے سے چیچک کے داغ اور دیگر نشانات ختم کرنا(12)ہونٹ کو نئی شکل دینا(13) جسم سے چربی کم کرنا۔

---

[4] ۔ مجلۃ البحوث الفقھیہ المعاصرۃ، العدد السابع والعشرون ،ص301۔

[7] ۔ مجلۃ البحوث الفقھیۃ،العدد الخامس و السبعون ص269 ،الموسوعہ الطبیہ الحدیثہ،ج3،ص454

[8] ۔ محمداحمد موسوعۃالفقھیہ الطبیہ،کنعان،(بیروت.دارالمعرفۃ،1420ھ)،ج2،ص350

پلاسٹک سرجری کی ضرورت

جس طرح کہ بیماری ظاہری (جسمانی) اور اندرونی (باطنی) ہوتی ہے اسی طرح بیماری بھی دو قسم کی ہوتی ہے ایک ہے جسمانی اور دوسرا نفسیاتی، ان دونوں قسم کے بیماریوں سے نجات علاج ہی سے ممکن ہے۔ بعض اوقات انسان کے ظاہری جسم میں کوئی نقص یا عیب پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان بدنما ہوتا ہے اور انسان کو نفسیاتی طور پر بھی اذیت دیتا ہے۔ جسمانی تکلیف کی طرح نفسیاتی تکلیف بھی بہت درد دیتی ہے۔ اسلام میں کسی کے مصائب، تکالیف (خواہ روحانی ہو یا جسمانی) کو دور کرنا تعریف کے قابل ہے، ابن نجیم زین العابدین نے اپنی کتاب میں فقہ کا ایک عمومی اصول بیان کیا ہے کہ:

الضرر یزال[9]: ترجمہ:۔ تکلیف کو ختم کیا جائے گا۔

ایک انسان بہت زیادہ ذہنی اذیت اٹھاتا ہے جب وہ کسی خرابی کا شکار ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ تناؤ برداشت کرتا ہے تو وہ احساس کمتری کا بھی شکار ہوتا ہے اور سر پر ایک بھاری بوجھ محسوس کرتا ہے۔ اس لئے اس تکلیف سے وہ نجات حاصل کرنے اور اذیت سے نکلنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ علامہ الحموی نے اپنی کتاب غمز عیون البصائر کی شرح الاشباہ والنظائر میں حاجت کو پانچ اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

1۔ ضرورت، 2۔ حاجت، 3۔ منفعت، 4۔ زینت، 5۔ فضل

1۔ **ضرورت:** انسان کا اس حد تک پہنچ جانا کہ اگر وہ منع کردہ چیز کو نہ کھائے تو وہ مر جائے گا یا موت کے قریب ہو جائے گا، تو یہ درجہ اس حرام کے استعمال کو مباح بنا دیتا ہے۔

2۔ **حاجت:**۔ وہ بو کھا جب کھانا نہ ملنے پر اس کی موت تو واقع نہ ہو گی لیکن وہ مشقت اور تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا تو یہ درجہ حرام کو مباح نہیں بناتا بلکہ روزے کے توڑنے کو مباح بناتا۔

3۔ منفعت:۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کو گندم کی روٹی، بکرے کا گوشت اور مرغن غذائیں کھانے کی خواہش ہو۔

4۔ **زینت:**۔ اسکی مثال مٹھائی اور گڑ کی خواہش کرنے والے شخص کی طرح ہے۔

5۔ **فضل:**۔ حرام اور مشتبہ چیزیں کھانے میں وسعت اختیار کرنا ہے[10]

جس انسان کے جسم میں کوئی عیب ہو اور وہ عیب اس کو بدصورت بنا دے تو وہ بہت بڑی مشقت اور اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے پلاسٹک سرجری بھی حاجت کے زمرے میں آجاتی ہے۔ کیونکہ مذکورہ تعریف کے مطابق حاجت میں موت واقع نہیں ہوتی بلکہ انسان مشقت اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ عیب کا شکار شخص بھی ذہنی تکلیف میں مبتلا ہو کر مشقت میں ہی رہتا ہے اور حاجت شریعت کی روشنی میں ضرورت کی طرح ہوتی ہے۔

حاجت اور ضرورت کے بارے میں فقہی اقوال۔

امام سیوطی نے فقہ کا ایک قاعدہ بیان کیا ہے: المشتقة تجلب التيسر [11]۔ ترجمہ: "مشقت آسانی لاتی ہے"۔ الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة او خاصة[12] "ترجمہ؛ حاجت عام ہو چاہے خاص، مگر ضرورت کے درجے تک پہنچ جاتی ہے"۔

---

[9]۔ عمر بنِ إِبْرَاهِيْمِ بْنِ نُجَيْمٍ، الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ عَلَى مَذْهَبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ ،(بیروت، دار الکتب العلمية)، ج1۔ ص85

[10]۔ احمد بن محمد الحنفی، شرح کتاب الاشباه والنظائر، (بیروت، دارالکتب العلمیه)، ج1، ص107

[11]۔ جلال الدين عبدالرحمن ابن ابی بکرالسیوطی، الاشباه والنظائر فی قواعدوفروع فقه الشافعيه، (بیروت لبنان) 1419ء)، ص69

[12]۔ ابنِ نُجَيْمٍ، الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ، ج1، ص91

الضرورت تبیح المحظورات[13]۔'ترجمہ:ضرورت پڑنے پر ناجائز چیزیں بقدر ضرورت جواز کے دائرے میں آجاتی ہیں۔
بد صورتی یا عیب جان لیوا بیماریاں تو نہیں ہوتیں مگر ذہنی اذیت اور تکلیف کا باعث ضرور بنتی ہیں،اور یہاں تک کہ جسمانی تکلیف کی طرح ذہنی پریشانی بھی بہت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ان اذیتوں اور جسمانی تکالیف کو دور کرنے کیلئے پلاسٹک سرجری کا کرنا درست ثابت ہوتا ہے۔جسمانی بد نمائی کو دور کرنا اور جسمانی تکلیف کو ختم کرنا شرعا حاجت ہے اور حاجت عام ہو یا خاص،ضرورت کے تابع ہوتی ہے اس وجہ سے اس عیب کو ختم کرنے کیلئے آپریشن کرانا جائز ہوگا۔علاج کے بغیر انسان کو مشقت اور تکلیف میں زندگی گزارنا پڑتی ہے۔اسلام مشقت کے بجائے آسانی کو ترجیح دیتا ہے۔

پلاسٹک سرجری کے مختلف صورتوں کا شرعی حکم۔

1:۔تزین وتحسین کے شرعی اُصول وحدود۔

اسلام نے تحسین وتزئین کے بارے میں انسان کو ایک مقرر حد تک اپنی خواہشات کو پورا کرنے کی اجازت دی ہے اور اسلام ایسی کمی اور زیادتی کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اخلاقی حدیں پار ہو جائیں اور انسان اسراف میں مبتلا ہو جائے۔اور جو چیزیں ان کیلئے ضروری نہیں ہیں انسان اس کو ضرورت کا درجہ دینے لگے۔تزین وآرائش کے باب میں بھی اس نے اسی راہ پر چلنے کی تلقین کی ہے۔

تزئین وآرائش کی جائز صورتیں کیا ہیں؟اور کن صورتوں کو اسلام میں منع کیا گیا ہے؟اس پر گفتگو کرتے ہوئے تین باتیں پیش نظر رکھنی چاہیے ،اول:یہ کہ اس زمانہ میں تزئین وآرائش کی کیا کیا صورتیں مروج ہیں؟دوسرے:تزئین وآرائش کے سلسلہ میں شریعت کے بنیادی اُصول کیا ہیں ؟قرآن مجید سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے اور فقہاء نے اس سلسلہ میں کیا لکھا ہے؟تیسرے:تزئین کی مختلف صورتوں میں کیا کیا احکام ہیں؟

تزئین کی مختلف صورتیں۔

تزئین کیلئے جو وسائل استعمال کئے جاتے ہیں،وہ بنیادی طور پر دو طرح کے ہیں:ایک خارجی ذرائع،جن کا براہ راست انسانی جسم سے تعلق نہیں،دوسرے وہ ذرائع جو انسانی جسم سے متعلق ہیں۔

خارجی ذرائع دو ہیں:

(الف)ملبوسات(ب)زیورات۔

جو ذرائع براہ راست جسم سے متعلق ہیں،وہ بھی دو طرح کے ہیں:

(الف)عارضی۔(ب)مستقل۔

عارضی ذرائع

عارضی ذرائع میں ہمارے موضوع سے متعلق درجہ ذیل صورتیں اس وقت مروج ہیں:

1)انسانی بال،حیوانی بال،یا مصنوعی بال کا استعمال۔(2)رُخسار پر مصنوعی تل(3)دانتوں میں مسی۔

مستقل صورتیں۔

تزئین کی مستقل صورتیں بعض عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں،بعض مردوں اور عورتوں کے درمیان مشترکہ،بعض کیلئے دوا یا غذا کا استعمال کافی ہے اور بعض کیلئے آپریشن کی ضرورت پیش آتی ہے،فی الجملہ اس کی درج ذیل صوتیں ہیں:

1۔سروں پر بال نہ ہوں،اس لئے آپریشن کے ذریعہ سر پر بال کی کھیتی کی جاتی ہے(2)آنکھیں ترچھی ہوں ان کو آپریشن سے صحیح کرنا(3)ناک پھیلی ہوئی ہوں،اسے آپریشن کے ذریعہ پتلا اور نوکدار بنایا جاتا ہے،یا زیادہ اونچی ہوں تو اسے معتدل کیا جاتا ہے(4)ہونٹ کٹے ہوئے ہوں،انھیں

---

[13]۔ ابْنِ نُجَيْمٍ ،الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ، ج1،ص185

درست کیاجاتاہے،خواہ پیدائشی طور پر کٹے ہوئے ہوں یابعد میں کٹ گئے ہوں(5)ہونٹ موٹے ہوں،انھیں آپریشن کے ذریعہ باریک کیاجاتا ہے(6)رخسار چپکے ہوئے ہوں انھیں آپریشن کے ذریعہ اُبھارا جاتاہے، یاچہرہ چوڑاہواسے آپریشن کے ذریعہ گول بنایاجاتاہے(7)ٹھوڑیوں کوہموار اور خوبصورت بنایاجاتاہے(8)پستان زیادہ ابھرے ہوئے ہوں انہیں کم کیاجاتاہے، یاچھوٹے ہوں انھیں بڑاکیاجاتاہے(9)پیٹ پر چربی کی جو تہیں جم جاتی ہیں انہیں نکالاجاتاہے تاکہ بدن سڈول محسوس ہو(10)جسم کے مختلف حصوں میں عمر کے ساتھ جو جھریاں پڑ جاتی ہیں،انھیں آپریشن کرکے کساجائےاور جھریوں کودور کیاجائے۔(11)کان کے وضع کودرست کرنے کیلئے آپریشن کرایاجائے۔

یہ مختلف صورتیں ہیں،جو حسن کو بڑھانے یاکسی عیب کودور کرنے یاظاہری طور پر بڑھاپے کے نشانات واثرات کوکم کرنے اور ختم کرنے کے لئے اختیار کی جاتی ہیں اور عام طور پر ان کے لئے آپریشن کی ضرورت پڑتی ہے۔

بنیادی شرعی اُصول وقواعد۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیانے پلاسٹک سرجری کیلئے مندرجہ ذیل اُصول وقواعد کو مختص کیاہے۔

1:۔جسمانی عیب دور کرنے کیلئے پلاسٹک سرجری جائزہےاور عیب سے مراد جسم میں پائی جانے والی ایسی صورت ہے جو معروف ومعتاداور عمومی تخلیقی کیفیت سے مختلف ہو چاہیے پیدائشی عیب ہو یابعد میں پیداہوجائے۔

2:۔جسمانی تکلیف کے ازالہ کیلئے اگرڈاکٹر کامشورہ ہوتوپلاسٹک سرجری جائزہے۔

3:۔درازی عمر کی وجہ سے طبعی طور پر انسان کی ظاہری حیثیت میں جو تغیر آتاہے جیسے جھریوں کاپیداہوجاناوغیرہ،ان کو ختم کرنے کیلئے پلاسٹک سرجری جائز نہیں۔

4:۔ناک اور دوسرے اعضاء تخلیقی طور پر کم خوبصورت اور غیر متناسب ہوں مگر انسان کی عمومی معتاد خلقت کے دائرہ سے باہر نہ ہوں توزینت اور محض خوبصورتی کیلئے پلاسٹک سرجری جائز نہیں۔

5:۔اپنی شناخت چھپانے کیلئے پلاسٹک سرجری جائز نہیں سوائےاس کے کہ مظلوم کوظالم سے بچنے کیلئے ایساکرناپڑے۔

تزئین وآرائش کے سلسلہ میں بنیادی طور پر کچھ صورتیں بنتی ہیں اب ان صورتوں میں بعض صورتیں جائزاور بعض ناجائز ہیں یہ تمام صورتیں شریعت کے عمومی اصول جوکتاب اللہ اور سنت رسول سے ماخوذفقہی قواعد اور فقہاء کے اجتہادات سے مستنبط ہوتے ہیں وہ اس طرح ہیں:

پیدائشی عیب کودور کرنے کیلئے پلاسٹک سرجری کرنا:۔

ایساعیب جوپیدائشی طور پر انسان میں موجودہواوراس عیب کیوجہ سے انسان بدصورت نظر آتاہواور یہ عیب عام فطری قانون کے خلاف ہو۔مثلاتالو یاہونٹ کٹاہواہو،ھاتھ یا پیر میں زائد انگلی ہو،منہ میں زائد دانت ہو، یاکوئی دانت زیادہ لمبا ہو، یااس طرح کا کوئی اور عیب ہو کیا ایسے عیوب کودور کرنے کے لیے اپریشن کی اجازت ہے۔اس پر سارے علماء کا اتفاق ہے اس کا ثبوت اس قواعد فقہیہ سے ہوتاہے۔"الضرر یزال[14]"تکلیف کوختم کیاجائے گا"تواس طرح اس پیدائشی معذور کاجوضرر ہے وہ بھی ختم کیاجائے گالیکن ان کے لئے علامہ الحموی نےاپنی کتاب غمز عیون البصائر کی شرح الاشباہ والنظائر میں پانچ اقسام بیان کیاہے۔ان کاذکر ہم نے پہلے تفصیل سے کیاہے(ضرورت کیلئے،حاجت کیلئے،منفعت کیلئے،زینت کیلئے،فضل)۔ان کودیکھتے ہوئے پیدائشی عیب کوپلاسٹک سرجری کے ذریعے ٹھیک کرنایادرست کرنااس میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن اس کے بارے میں قاضی عیاض،اور امام طبریؒ نےاس کے ساتھ یہ قید لگائی ہے کہ اگرپیدائشی عیب ہواور آپریشن عیب ختم کرنے کیلئے نہ ہوبلکہ اس میں مقصد زینت ہوتو یہ پھر جائز نہیں ہے۔ لیکن علماء یہ بھی فرماتے ہے کہ اگرپیدائشی عیب کی وجہ سے انسان کوضرر ہوتواس صورت میں

18- ابنِ نُجَیْمٍ،الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ،ج1،ص85

سرجری کروانا جائز ہے۔اور اس کے علاوہ احناف علماء فرماتے ہے اگر کسی شخص میں پیدائشی عیب ہو اور عیب کو دور کرنے کی وجہ سے جان کو خطرہ ہو تو اس صورت میں سرجری کروانا جائز نہیں ہے اگر جان کو خطرہ نہیں ہے تو سرجری کروانا جائز ہے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے انسان کو جس صورت میں پیدا کیا ہو اس میں کوئی تبدیلی یا کمی کرنا جائز نہیں۔أَنَّ مَنْ خُلِقَ بِأُصْبُعٍ زَائِدَةٍ أَوْ عُضْوٍ زَائِدٍ لَا يَجُوزُ لَهُ قَطْعُهُ وَلَا نَزْعُهُ، لِأَنَّهُ مِنْ تَغْيِيرِ خَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى[15]۔جس شخص کے بدن میں کوئی انگلی یا کوئی دوسرا عضو زائد ہو،اس کے لئے اسے کاٹنا یا علیحدہ کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ یہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ہے۔

اسی طرح کی بات ابو جعفر طبری نے بھی کہی ہے:

لا يجوز للمرأة تغيير شيء من خلقتها التي خلقها الله عليها بزيادة أو نقص---كمن تكون---لها سن زائدة فتقلعها أو طويلة فتقطع منها--.فكل ذلك داخل في النهي وهو من تغيير خلق الله تعالى[16]۔عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالی نے اسے جس خلقت پر پیدا کیا ہے اس میں کوئی کمی بیشی کرے مثلاً اس کا کوئی دانت زائد ہو تو اسے اکھاڑ دے یا لمبا ہو تو اسے کاٹ دے یہ کام ممنوع ہیں ان کا شمار اللہ کی تخلیق میں تبدیلی میں ہوتا ہے۔

یہ حضرات صرف بدصورتی کو دور کرنے کیلئے زائد انگلی کے کٹوانے یا زائد دانت کے نکالنے کی اجازت نہیں دیتے اگر ان کے وجہ سے کام کے کرنے میں دشواری ہو یا دانت کھانا کھانے میں رکاوٹ ہو یا انگلی کام کے وقت میں دشواری پیدا کرتی ہو تو اس بنیاد پر اس کو دور کیا جاسکتا ہے۔جیسا کہ امام طبری فرماتے ہیں:

ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل أو إصبع زائدة تؤذيها أو تؤلمها فيجوز ذلك والرجل في هذا الأخير كالمراة[17]۔اس سے وہ صورت مستثنی ہے جس سے ضرر اور تکلیف لاحق ہوتی ہو مثلاً کسی عورت کے منہ میں زائد یا لمبا دانت ہو جس سے وہ صحیح طریقے سے کھانا نہ کھا پاتی ہو یا زائد انگلی جس سے اسے اذیت یا تکلیف ہوتی ہو تو اس کیلئے انگلی کٹوانا اور دانت اکھڑوانا جائز ہے اس آخری معاملے میں مرد عورت کے مثل ہے۔

البتہ فقہ حنفی میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ کام اسی وقت کروایا جائے جب اسکی وجہ سے جان کا خطرہ نہ ہو۔

چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

لا باس بقطع اليد من الاكلة وشق البطن ---اذا اراد الرجل ان يقطع اصبعا زائدة او شياء اخر -[18]عضو کو کھا جانے والی بیماری کی وجہ سے ہاتھ کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور پیٹ چیرنے میں---جب آدمی چاہے کوئی زائد انگلی یا کسی اور شئی کو کاٹ دے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں۔

وفيه اشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لواحتاجت إليه لعلاج أو عيب فى السن ونحوه فلاباس[19]اس حدیث میں اشارہ اس طرف ہے کہ خوبصورتی کیلئے مذکورہ عمل کرنا حرام ہے، لیکن اگر علاج کیلئے یا عیب کو دور کرنے کیلئے ایسا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

---

[15]۔ محمد بن أحمد بن أبي بكر القرطبي،الجامع لأحكام القرآن،(القاهرة،دار الكتب المصرية) ،ج5،ص393

[16]۔أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني،فتح الباري شرح صحيح البخاري،(بيروت،دار المعرفة ، 1379،باب المتنمصات،ج10/377

[17]۔ ابن حجر،فتح الباري شرح صحيح البخاري، باب المتنمصات،ج 10،ص 377

[18]۔ فتاویٰ هنديه ،كتاب الكراهية ،الباب الحادى والعشرون فيما يسع من جراحات بنى آدم والحيونات،ص360

[19]۔ أبو زكريا يحيى بن شرف بن مري النووي، ، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج،(بيروت،دار إحياء التراث العربي)،ج14،ص107

مفتی سلمان مبارک پوری لکھتے ہیں: ناک اور ہونٹ کے باریک کرنے کے بارے میں کتاب النوازل میں لکھتے ہیں کہ انکا باریک کرنا درست نہیں البتہ ضرورت کے بناء پر جائز ہو گا۔[20]

خلاصہ:۔ اگر عیب پیدائشی ہے جو عام فطرت کے خلاف ہے جیسے کسی کا ہونٹ پیدائشی کٹا ہوا ہے یا ناک ٹیڑا ہے وغیرہ، تو اگر عیب سے جسمانی اذیت یا روحانی اذیت ہو رہی ہو تو ایسے عیب میں سرجری کی اجازت ہو گی۔

حادثے کی وجہ سے اعضاء کی خرابی اور اس کی سرجری:۔

ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی عیب پیدائشی نہ ہو بلکہ بعد میں کسی حادثہ کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہوں مثلاً کسی کے گھر میں آگ لگ گئی اور جسکی وجہ سے جسم یا جلد جھلس جائے یا ایکسیڈنٹ کے نتیجے میں آدمی کے ہاتھ، پاؤں یا ناک ٹوٹ جائے یا کان کٹ جائے یا گولی لگنے کے وجہ سے جسم کے کسی حصہ سے گوشت یا چمڑا خرب ہو جائے یا اس طرح کے کوئی اور صورت ہو تو اس صورت میں آدمی کے جسم میں پہلے سے عیب موجود نہیں ہوتا بلکہ حادثے کے وجہ سے بعد میں پیدا ہو جاتا ہے تو اس طرح کے عیب کو بیاری میں شامل کئے جانے میں کوئی شبہ نہیں ہے اس سے اس کے علاج کرانے کی اجازت ہو گی۔'عن عرفجة بن اسعد قال اصيب انفى يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت انفا من ورق فا نتن على فامرنى رسول الله ﷺ ان اتخذ انفا من ذهب'[21]۔ حضرت عرفجہ سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جنگ کلاب کے دن میری ناک کٹ گئی تھی تو میں نے چاندی کی ناک بنوائی اس میں بدبو پیدا ہونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں سونے کی ناک بنوالوں۔

عَن أَبِيه رَافع بن مَالك، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ تَجَمَّعَ النَّاسُ على أَبى بْنِ خَلَفٍ، فَأَقْبَلْتُ إِلَيْهِ فَنَظَرْتُ إِلَى قِطْعَةٍ مِنْ دِرْعِهِ قَدِ انْقَطَعَتْ مِنْ تَحْتِ إِبِطِهِ، قَالَ: فطعنته بِالسَّيْفِ فِيهَا طعنة، وَرُمِيتُ بِسَهْمٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَفُقِئَتْ عَيْنِي، فَبَصَقَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ودعا لى، فَمَا آذانى مِنْهَا شئ.[22]۔ رافع بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ بدر کے دن کچھ لوگوں نے ابی بن خلف کا پیچھا کیا میں بھی اس کی جانب بڑھا اسکی زرہ میں بغل کے نیچے مجھے شگاف نظر آیا تو میں نے وہاں تلوار ماری اس موقع سے ایک تیر مجھے ایسا لگا کہ میں بھینگا ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ لعاب لگایا اور میرے لئے دعا فرمائی تو اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

انصار نے دوسرے شخص کے چہرے پر تیزاب پھینکا اور ٹھیک ہونے کے بعد اس پر وہ اثرات موجود تھے اور وہ اس شخص کو اذیت بھی دیتا ہے کہ میرا چہرہ خراب ہو گیا۔ شریعت نے انسان کے اس قسم کی اذیت کا لحاظ رکھا ہے کہ یہ شخص پلاسٹک سرجری کروا سکتے ہیں۔ دلائل کے روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی حادثے کی وجہ سے کوئی کمی آگئی ہو تو وہ دور کر سکتے ہیں۔

کم عمر اور خوبصورت لگنے کیلئے سرجری:۔

اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے دنیا میں موجود تمام مخلوق میں سے انسان کو اچھے صورت سے نوازا گیا ہے۔ لیکن بعد میں اگر دیکھا جائے بعض انسانوں کا رنگ گورا ہوتا ہے اور بعض کا رنگ کالا ہوتا ہے، یعنی مختلف رنگ و نسل کے ہوتے ہیں انسان محض خوبصورتی کیلئے اس میں تبدیلی کرواتا ہے بعض لوگ چہرے کے سرجری کرواتے ہیں اور بعض لوگ دانتوں میں فصل پیدا کرنے کیلئے سرجری کرواتے ہیں تو ان سب کا حکم کیا ہے اس کا حکم اظہر من الشمس ہے کہ محض خوبصورتی کیلئے آپریشن کرنا جائز نہیں ایسا عیب جو فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، جیسے بڑھتی

---

[20]۔ محمد سلمان، كتاب النوازل(لاہور، المركز العلمى لنشروتحقيق)، ج16، ص228

[21] ۔ محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك الترمذي، أبو عيسى، سنن الترمذي،(دار الغرب الإسلامي، (بيروت لبنان), كتاب اللباس ،باب ماجاءفى شدالاسنان بالذہب ،حديث نمبر 1770)ج3، ص292

[22]۔ أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي، السيرة النبوية، من البداية والنهاية لابن كثير، باب سيرت عبدالله بن جحش، (بيروت، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع لبنان ، ج2، ص448

ہوئی عمر کی وجہ سے انسان کے چہرے پر جھریاں پیدا ہو جانا یا کان کا بڑا ہونا وغیرہ، اس طرح کے عیب کو دور کرنے کیلئے آپریشن کرانا تین وجوہ سے جائز نہیں ہو گا۔

1: یہ مرض نہیں ہے۔

2: یہ عیب حادثہ کی وجہ سے پیش نہیں آیا ہے، اسکے لئے آپریشن کرانا اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ہو گی، جس کی ممانعت قران و حدیث میں کی گئی ہے۔

3: یہ صرف حسن بڑھانے کیلئے آپریشن ہے اور احادیث میں گودنے گودوانے بال اکھاڑنے اور دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اصل خلقت میں تغیر پیدا کرنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ قرآن مجید نے اس کو شیطانی عمل قرار دیا ہے شیطان کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:ولاضلنهم ولامنينهم ولامرنهم فليبتكن آذان الانعام ولآمرنهم فليغيرن خلق الله [23]۔ میں انہیں ضرور گمراہ کروں گا، انھیں خواہشات میں مبتلا کروں گا اور انھی حکم دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان چیر دیں اور انھیں حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی پیدا کریں۔

اس آیت میں اللہ کی خلقت سے کیا مراد ہے ؟اس میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس، ابراہیم نخعی، امام مجاہد، حسن بصری، قتادہ وغیرہ نے یہاں 'خلق" سے اللہ تعالیٰ کا دین مراد لیا ہے [24] امام ابو جعفر طبری نے اسکو ترجیح دیا ہے اور اسے دین کے احکام میں شامل کیا ہے [25] یہی علامہ ابن کثیر نے بھی لکھا ہے [26] یہی قول سعید بن جبیر، سعید بن مسیب، ضحاک وغیرہ کا بھی ہے [27] امام فخر الدین رازی نے اس پر قرآن مجید کی آیت "فطرة الله التى فطر الناس عليها [28] اور حدیث "كل مولود يولد على الفطرة الخ [29] سے استدلال کیا ہے کیوں کہ فطرت اور خلق ہم معنی الفاظ ہیں [30] الفاظ کے فرق کے ساتھ اسی کو علامہ قرطبی نے بھی لکھا ہے [31] علامہ ثعالبی نے ابن زید کو بھی اسی کا قائل قرار دیا ہے [32] اور دوسرے اہل علم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے [33] اس رائے میں تغیر

---

[23]- النساء:119

[24]- محمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي، تفسير البحر المحيط،(بيروت،دار الفكر)،ج3،ص353

[25]- محمد بن جرير بن يزيد بن كثير الطبري، جامع البيان في تأويل القرآن(تفسیر طبری)(مؤسسة الرسالة)، ج2،ص560.561

[26]- ابن كثير،تفسير القرآن العظيم، (دارمؤسسة قرطبة مكتبة أولاد الشيخ)،ج1،ص678

[27]- أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي مفاتيح الغيب،التفسير الكبير،(بيروت،دار إحياء التراث العربي ،ج5،ص452

[28]- الروم :30

[29]- أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني،سنن أبي داود،باب فى ذرارى المشركين،(بيروت المكتبة العصرية)، حدیث نمبر4714۔

[30]- الرازي،مفاتيح الغيب التفسير الكبير،(بيروت ،دارإحياء التراث العربي)،ج5،ص452

[31]- أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي،أحكام القرآن،(بيروت لبنان ،دار الكتب العلمية)،ج5،ص252

[32]- أبو زيد عبد الرحمن بن محمد بن مخلوف،الجواهر الحسان في تفسير القرآن،(بيروت،دار إحياء التراث العربي)،ج2،ص302

[33]- محمد بن عبد الله الأندلسي(ابن العربي)،أحكام القرآن لابن العربي،(بيروت،دار الكتب العلمية،ج1،ص 631،معالم التنزيل للبعوى , ج5،ص601

خلق کو پورے دین میں تبدیلی سے تعبیر کیا ہے،اسی لیے علامہ طبری نے ان تمام باتوں کو اس میں شامل کیا ہے جن سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے اور کوئی انسان ان کاموں کو انجام دیتا ہے:"واذا کان ذالک المعنیٰ دخل فی ذالک فعل کل ما نھی اللہ عنہ"[34] اور آیت کا سیاق بھی اس تفسیر کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس پہلے ایک مشرکانہ فعل یعنی بتوں کے نام پر جانور کو چھوڑنے اور علامت کے طور پر اس کے کان کو چیرنے کا ذکر آیاہے اور ظاہر ہے کہ شرک سے بڑھ کر اللہ کے دین میں تبدیلی کی کوئی اور صورت نہیں ہو سکتی۔

تغیر کے سلسلہ میں دوسری تفسیر "جسمانی تبدیلی" سے کی گئی ہے یعنی اللہ تعالی نے جس صورت میں انسان یا حیوان کو پیدا فرمایا ہے اس میں کوئی تبدیلی کی جائے چنانچہ حسن بصری نے اپنے بالوں کے ساتھ دوسروں کے بال کو جوڑنے اور گودوانے وغیرہ کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔امام فخر الدین رازی نے حضرت انس، شہر بن حوشب، عکرمہ اور ابو صالح سے جانور کو خصی کرنے، کان کاٹنے اور آنکھیں پھوڑنے سے اس کی تفسیر نقل کی ہے۔اسی وجہ سے حضرت انس (بکرے) خصی بنانے کو جائز نہیں سمجھتے تھے "ان معنی تغیرخلق اللہ ھھناھوالاخصاءوقطع الاذان وفق العیوم ولہذاکان انس یکرہ اخضاءالغنم"[35] حضرت عبداللہ بن مسعود کے بارے میں بھی مروی ہے کہ وہ گودوانے کو بھی تغییر خلق قرار دیتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس، حضرت عکرمہ ،ابو صالح اور قتادہ سے تغییر خلق سے مراد خصی کرنا بھی منقول ہے[36] اسی کو مفسر ابو سعود نے ترجیح دی ہے اور اس کی تنقیح کرتے ہوئے لکھا ہے:

(ولامرنھم فلیغیرن) ممثلین بہ(خلق اللہ)عن نھجہ صورۃ او صفۃ،وینتظم فیہ ما قیل من فق عین الحامی ،و خصاءالعبید والوشم والوشر و نحو ذالک،وعموم اللفظ یمنع الخصاء مطلقا،لکن الفقھاء رخصوا فی البھائیم ثم لمکان الحاجۃ"[37]۔اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ (اللہ کی تخلیق) کو اس کی اصل صورت یا صفت سے بدل دیں گے۔اس میں وہ سب چیزیں شامل ہیں جو کہی گئی ہیں، جیسے کسی کی آنکھ نکالنا، غلاموں کو خصی کرنا، داغ دینا اور اسی طرح کی دوسری چیزیں۔اور عبارت کی عمومیت مطلقاً خصی کرنے سے منع کرتی ہے، لیکن فقہاء نے جانوروں کے معاملے میں (خصی کرنے کی) اجازت دی ہے، اور یہ اجازت ضرورت کے مقام پر دی گئی ہے۔

اس تفسیر کیلئے بھی آیت کے سیاق میں قرینہ موجود ہے کیونکہ جہاں تغیر خلق کا ذکر ہے اس سے پہلے جانور کے جسم میں تصرف یعنی اس کے کانوں کے چیرنے کا تذکرہ آیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کیوں کہ پورا دین معنوی اعتبار سے اللہ تعالی کی معنوی تخلیق ہے اور جسمانی وضع یہ اللہ تعالی کی مادی تخلیق ہے اور دونوں طرح کی تبدیلیاں "فلیغرن خلق اللہ" میں شامل ہیں، اسی لئے علامہ ابن العربی نے "خلق اللہ" سے "دین اللہ" مراد ہونے کے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اگرچہ اس معنی کا بھی احتمال ہے، لیکن ہم نہیں کہ سکتے کہ اس آیت کی مراد یہی ہے:"وان کا ن محتملا فلا نقول :انۃ المراد بالایۃ"[38]۔جسمانی تبدیلیوں کے اس آیت میں شامل ہونے کی ایک واضح دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

---

[34]۔ابن جریرطبری، جامع البیان في تأویل القرآن(تفسیر طبری)، ج1، ص256

[35]- الرازی ،مفاتیح الغیب، ج11، ص232

[36]- أبن حیان الأندلسي،تفسیر البحر المحیط، ج3، ص363

[37]- محمد بن محمد العمادي أبو السعود ، تفسیر أبي السعود،(بیروت،دار إحیاء التراث العربي لبنان، ج1، ص234

[38]- محمد بن عبد الله الأندلسي(ابن العربي)، أحكام القرآن لابن العربي،دار الكتب العلمية، ج1، ص131

"لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنصمات والمتفلجات للحسن والمغيرات خلق الله تعالى"[39]۔اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گودنے والے، گودانے والی پر، بال اُکھاڑنے والی،اُکھڑوانے والی پر، خوبصورتی کیلئے دانتوں میں کشادگی پیدا کرنے والی پر اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والیوں پر۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔

لعن النبیﷺ الواصلة والمستوصلة والوشمة والمستو شمة۔[40]رسول اللہﷺ نے بال جوڑنے والی، جڑوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔

علامہ نووی نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے۔

وفيه اشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن أما لواحتاجت إليه لعلاج أو عيب فى السن ونحوه فلابأس[41]۔

(اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خوبصورتی کیلئے یہ فعل حرام ہے،البتہ اگر علاج یا دانت میں عیب کی وجہ سے اس کی ضرورت پڑ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔اس حدیث میں رسول اللہﷺ نے جسمانی تبدیلی کی تین صورتیں ذکر فرمائی ہیں: بالوں کا جوڑنا، بدن کا گودنا اور دانتوں کو کشادہ کرنا اور اس کے بعد ایسا کرنے والی عورتوں کو اللہ کی خلقت میں تغیر کرنے والا قرار دیا گیا ہے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس مذمت میں جسمانی تغیر بھی شامل ہے۔کیوں کہ انسان کا جسم اللہ کی طرف سے امانت ہے اللہ نے جو امانت انسان کو دی ہے اس میں تصرف کا اختیار اسے حاصل نہیں ہے اس لئے تو خودکشی کرنا بھی حرام ہے، اگر کوئی انسان اس کے باوجود بھی اپنے جسم میں تصرف کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ کہ وہ اپنے آپ کو اپنے جسم کا مالک سمجھتا ہے تو یہ تصور صحیح نہیں ہے، اس لئے شرعی نقطہ نظر سے اسے ناجائز قرار دیا گیا ہے لیکن اس سے بھی عذر کے صورت مستثنیٰ ہے۔

خلاصہ:۔ حسن کے خاطر پلاسٹک سرجری ناجائز ہے۔

شناخت چھپانے کیلئے سرجری:۔

بعض ایسی حالتیں جس میں لوگ اپنی شناخت کو چھپانے کیلئے آپریشن کرواتے ہیں مثلاً کوئی شخص ظالم کے ظلم سے بچنے کیلئے یا اپنی شناخت چھپانے کیلئے آپریشن کرواتا ہے ان صورتوں میں دھوکہ،فریب اور اشتباہ ہے اور اسکی وجہ سے حرام و حلال کے بہت زیادہ مسائل پیدا ہوتے ہیں اسلئے یہ صورتیں جائز نہیں۔

عن عائشةقالت:كان رسول الله ﷺيلعن القاشرة والمقشورة والواشمة والمتوشمة والواصلة والمتصلة[42] ۔سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہﷺ چہرہ کو رنگنے والی، رنگوانے والی، گودنے والی، گدوانے والی، بال جوڑنے والی اور بال جوڑوانے والی عورت پر لعنت فرماتے تھے۔

عربی زبان میں "قشر" کے معنی کھال اتارنے اور کھال چھیلنے کے ہیں،ابن اثیر نے لکھا ہے کہ زعفران وغیرہ سے چہرہ صاف کرنے کو قشر کہتے ہیں۔[43]

---

[39]۔ محمد بن اسماعيل البخارى،الجامع الصحيح ،كتاب اللباس،باب المتفلجات للحسن،(بيروت،دار طوق النجاة)،ح:5931

[40]۔ بخارى،الجامع الصحيح البخارى،ح5946

[41] ۔ أبو زكريا يحيى بن شرف بن مري النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة (بيروت،دار إحياء التراث العربي لبنان)،ج14،ص107

[42] ۔ أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني،مسند الإمام أحمد بن حنبل،مؤسسة قرطبة القاهرة،باب حديث عائشه،ج6،ص250

[43]۔ أبو السعادات المبارك بن محمد الجزري، النهاية في غريب الحديث والأثر،المكتبة العلمية بيروت لبنان،ج4،ص64

اور علامہ زمخشریؒ نے لکھا ہے:

القَشْر : أن تعالج المرأة وجهها بالغُمْرَة حتى يَنْسَحِقَ أَعْلَى الجِلْد ويصفو اللون[44]۔ قشر یہ ہے کہ عورت اپنے چہرہ پر کوئی سرخ چیز ملے یہاں تک کہ اوپر کا چمڑا بہت باریک ہو جائے اور رنگ پیلا ہو جائے۔

بڑھاپے کے اثرات کو ختم کرنے کیلئے پلاسٹک سرجری:۔

انسان اپنی زندگی کے مختلف مراحل سے گزرتا ہے اور بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اپنا بہت کمزور جسم لے کر پیدا ہوتا ہے پھر اس بچے کی پرورش کے نتیجے اس کے اعضاء کا حجم بڑھتا ہے اور پھر اس میں طاقت اور چستی پیدا ہوتی ہے یہاں تک کے وہ جب جوان ہوتا ہے تو ہر پہلو سے مکمل ہو جاتا ہے اور جوان ہو کر خوب طاقتور اور بارعب پرکشش روپ دھار لیتا ہے۔ پھر قانون فطرت کے مطابق اس میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے آہستہ آہستہ اس کی طاقت کم ہونا شروع ہو جاتی ہے اور یہاں تک کے بڑھاپے میں وہ کمزوری اور بے بسی کی اس حالت کو پہنچ جاتا ہے جس سے اپنے بچپن میں دوچار تھا یہ تو ایک فطری فعل ہے جس سے ہر انسان نے دوچار ہونا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ان مراحل حیات کا تذکرہ آیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ مِن قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ[45]. وہی ہے جس نے تمہاری (کیمیائی حیات کی ابتدائی) پیدائش مٹی سے کی پھر (حیاتیاتی ابتداء) ایک نطفہ (یعنی ایک خلیہ) سے، پھر رحم مادر میں معلّق وجود سے، پھر (بالآخر) وہی تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے پھر (تمہیں نشو و نما دیتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ۔ پھر (تمہیں عمر کی مہلت دیتا ہے) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور تم میں سے کوئی (بڑھاپے سے) پہلے ہی وفات پا جاتا ہے اور (یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا ہے) تاکہ تم (اپنی اپنی) مقررّہ میعاد تک پہنچ جاؤ اور اس لئے (بھی) کہ تم سمجھ سکو۔

عمر ڈھلنے کے ساتھ انسانی جسم میں پیدا ہونے والی جو تبدیلیاں ظاہر ہوتی ہیں وہ فطری ہوتی ہیں اب اگر انسان ان فطری تبدیلیوں کو روکنے کے لئے اقدامات کرے گا تو وہ پھر فطرت سے بغاوت کرنا مراد ہو گا اور یہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ہے جس کو شیطانی تحریک کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کی بنا پر اکثر خواتین کا بڑھاپے کی وجہ سے چہرے اور ہاتھوں پر ظاہر ہونے والی جھریوں کو دور کرنے کے لئے سرجری کروانا اسلام اس کی قسم کی سرجریز کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اگر کوئی مرد یا عورت کے بوڑھے ہونے کی وجہ سے فطری طور پر سر کے بال سفید ہو جائیں تو ان کا ان سفید بالوں کا خالص سفید رنگ کرنا درست نہیں ہو گا کیونکہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

يكون قوم في آخر الزمان يخضون با لسواد كحوامل الحمام لا يريحون رائحة الجن۔ آخری زمانے میں ایک ایسی قوم آئے گی جو کبوتر کے گھونسلوں کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گے " کیونکہ اس سے تدلیس واقع ہوتی ہے اور اسلام میں دھوکہ دہی کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کسی لڑکی یا لڑکے کے بال بیماری کی وجہ سے سفید ہو گئے ہوں حالانکہ عمر طبعی کے لحاظ سے ان بالوں کو ابھی پکنا نہیں چاہیے تھا تو ان کیلئے خضاب کے استعمال کی اجازت ہو گی کیونکہ شریعت اسلامیہ کا مقصد تو تلبیس سے روکنا ہے اور یہاں اگر وہ خضاب استعمال کریں گے تو ان کا مقصد کم عمری ظاہر کرنا نہیں ہو گا بلکہ ان کو دیکھ کر جو کبر سنی کی غلط فہمی پیدا ہوتی ہے اسے دور کرنا۔

---

[44]۔ محمود بن عمر الزمخشري، الفائق في غريب الحديث، دار المعرفة بيروت لبنان، ج3، ص196

[45]۔ مومن: 67

تزئین کے عارضی ذرائع:

خوبصوتی کیلئے بعض ایسے داخلی ذرائع (جن کا تعلق براہ راست بدن سے ہو) بھی استعمال کئے جاتے ہیں جو وقتی اور عارضی نوعیت کے ہیں ان میں سے بعض صورتیں قدیم زمانہ نے سے مروج ہیں اور احادیث میں بھی ان کا ذکر ہے اور بعض وہ جن کا موجودہ دور میں چلن ہوا ہے ذیل میں نمبروار ان کا ذکر کیا جائے گا:

* **بال:**۔ان مسائل میں سے ایک ضروری مسئلہ انسانی بال کیساتھ بال یا بال جیسی چیزوں کی پیوند کا ہے تاکہ گنجا پن ختم ہو جائے اور بال گھنے اور بڑے محسوس ہوں اس نقطہ پر نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی دونوں پر اللہ کی لعنت ہو: "لعن الله الواصلة والمستوصلة"[46]

بال جوڑنے کی تین شکلیں ہوسکتی ہیں:

(الف) کسی دوسرے انسان کا بال جوڑا جائے۔(ب) کسی حیوان کا بال جوڑا جائے۔(ج) انسانی بال کے علاوہ کوئی اور بال نمائشی یا کپڑا وغیرہ جوڑا جائے۔

(الف) اس پہلی صورت کے حرام ہونے پر تمام فقہاء متفق ہیں کیونکہ یہ دوسرے انسان کے جز سے استفادہ حاصل کرنا ہے اور یہ کرامت انسانی کے مترادف ہے چنانچہ ملا علی قاری امام نووی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

"الاحاديث صريحة جى تحريم الوصل مطلقا،وهو الظاهرالمختار،وقد فصله اصحابنا،فقالوا:ان وصلت بشعر آدمى فهو حرام ،بلا خلاف،لانه يحرم الانتفاع بشعر الادمى وسائر اجزاه لكرامته"[47] مطلقا بال جوڑنے کے حرام ہونے پر صریح حدیثیں موجود ہیں اور یہی قول ظاہر اور پسندیدہ ہے اور ہمارے اصحاب نے اسکی تفصیل کی ہے انھوں نے کہا کہ اگر آدمی کا بال جوڑے تو بالاتفاق حرام ہے اس لئے کہ انسان کے بال اور اس کے تمام اجزاء سے نفع اٹھانا اس کی شرافت و کرامت کی وجہ سے حرام ہے۔

(ب) دوسری صورت۔انسانی بال کے بجائے کسی حیوان کے بال استعمال کیے جائیں اس ضمن میں دو نقطے ہیں:

اس میں بھی پہلی صورت ناجائز ہے کیوں کہ بال میں وہ بھی داخل ہے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ اسکا استعمال جائز ہے لیکن بال کا پاک و صاف ہونا لازم ہے یہ رائے بعض شوافع کی بھی ہے اور احناف کے نزدیک تو یہی قول راجح ہے کیوں کہ انسانی بال جوڑنے میں جزء انسانی سے انتفاع کا پہلو پایا جاتا ہے اور جانور وغیرہ کے بالوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی چنانچہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں:

"قلت لعل الفقهاء حملوا النهى فى الوصل على ان حرمة الوصل محمول على ما اذا كا ن بشعر النساء، لان استعمال جزء الادمى حرام ،اما الوصل بغير شعور النساء ،فلا باس به ،لانه ليس فيه استعمال جزء الانسان ،بل هو للزينة فقط":[48]۔میں نے کہا کہ شاید فقہاء نے وصال (بالوں کو جوڑنے) کی ممانعت کو اس پر محمول کیا ہے کہ بال جوڑنا اس وقت حرام ہے جب وہ عورتوں کے بالوں سے ہو، کیونکہ انسان کے جسم کے حصے کا استعمال حرام ہے۔لیکن اگر بال جوڑنا عورتوں کے بالوں کے علاوہ ہو، تو کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اس میں انسان کے جسم کے حصے کا استعمال نہیں ہے، بلکہ یہ صرف زینت کے لیے ہے۔"

---

[46]۔ أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري،الجامع صحيح مسلم،باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة،ح115

[47]۔ علي بن (سلطان) محمدأبو الحسن نور الدين الهروي القاري،مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،(بيروت،دار الفكر، لبنان) باب الترجل،ج7،ص2819۔

[48]۔ الشيخ خليل أحمد السهارنپوري،بذل المجهود،مركز الشيخ أبي الحسن الندوي للبحوث والدراسات الإسلامية،الهند ،باب فى صلة الشعر،ج5،ص73

جس طرح انسانی بال اور غیر انسانی بال میں چونکہ خاص فرق ہوتا ہے اسلئے بعض حضرات نے اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے اسے جائز قرار دیا ہے، چنانچہ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

"والظاهران المحرم انما هو وصل الشعربالشعر،لما فيه من التدليس،واستعمال الشعر المختلف فى نجاسته وغيرذلک لا يحرم ،لعدم هذه المعانى فيها وحصول المصلحه من تحسين المراء لزوجها من غير مضرة"[49]۔بظاہر بال کو بال سے جوڑنا اس لئے حرام ہے کہ اس میں دھوکہ دہی ہے اور ایسے بال کا استعمال ہے جس کے ناپاک ہونے میں اختلاف ہے اسکے علاوہ دوسرے بال کا استعمال حرام نہیں ہے کیوں کہ اس میں یہ اسباب نہیں پائے جاتے اور بغیر کسی نقصان کے عورت کے اپنے شوہر کیلئے سنورنے کی مصلحت پائی جاتی ہے۔

☆پہلی صورت یعنی انسانی بال کے استعمال پر تمام فقہاء متفق ہیں کہ اس کا استعمال جائز نہیں ہے اسکے علاوہ راجح قول یہی ہے کہ باقی دونوں صورتیں جائز ہیں کیوں کہ انسانی بال کا استعمال اس کے شرافت کیوجہ سے ناجائز ہے اور باقی صورتوں میں یہ نہیں ہے اس لئے یہ جائز ہے۔

(ج) تیسری صورت یعنی بال کے ساتھ بال کی علاوہ کوئی اور چیز جوڑی جائے، جیسے کپڑا اور موجودہ دور میں نائیلون کے بال اس سلسلے میں بھی دو نقاط ہیں:

ایک یہ کہ بال کے ساتھ مطلقاً کسی بھی چیز کا جوڑنا جائز نہیں ہے چاہیے بال ہو یا کوئی اور شئ ہو، حافظ ابن حجر نے اسے جمہور کا موقف قرار دیا ہے کیونکہ حضرت جابر کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے عورتوں کو اپنے بال کے ساتھ کوئی چیز جوڑنے سے منع فرمایا"زجر رسول الله ﷺ ان تصل المراة براسها شئيا"[50]

دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ بال کے علاوہ کوئی اور چیز جوڑنے میں مضائقہ نہیں کیونکہ سعید بن جبیر سے منقول ہے:"لاباس بالقرامل[51]"قرامل "قرمل کی جمع ہے نرم اور دراز شاخوں والے پودے کو کہتے ہیں یہاں اس سے مراد ریشم یا اون وغیرہ کے دھاگے ہیں یہی نقطہ نظر امام احمد اور لیث بن سعد کا ہے نیز ابو عبیدہ نے بھی بہت سے فقہاء سے یہی نقطہ نظر نقل کیا ہے۔[52]

بہر حال احناف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر انسانی بال نہ ہو اور ناپاک جانور کا بال نہ ہو تو اس کو جوڑنے میں قباحت نہیں خواہ حیوانی بال ہو یا ریشمی دھاگے وغیرہ:"ووصل الشعربشعرالادمى حرام سواءكا ن شعرهااو غيرها ولاباس للمراةان تجعل فى قرونهاوذواءبها شياءمن الوبر "[53]۔انسان کے بال کے ساتھ بال کا جوڑنا حرام ہے خواہ اسی کا بال ہو یا کسی اور عورت کا مگر عورت اپنی چوٹی میں اونٹ کے بال رکھ لے اس میں کوئی حرج نہیں۔

خلاصہ کلام:۔

یہی رائے شریعت کے مقاصد سے قریب نظر آتی ہے کہ انسانی بال اور تمام اجزاء سے نفع اٹھانا اسکی شرافت اور تلبیس کی وجہ سے حرام ہے باقی صورتوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی اور شریعت کا مقصد اس سے روکنا ہے اس لئے پہلی صورت ناجائز ہے اور باقی دو صورتیں جائز ہیں۔

تجزیہ:۔

[49]۔ عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي أبو محمد،المغني،(بيروت،دار إحيار التراث العربي ،ج1،ص68

[50]۔ أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي،فتح الباري شرح صحيح البخاري،(بيروت،دار المعرفة لبنان،ج10،ص375

[51]۔ أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني،سنن أبي داود، باب فى صلة الشعر،(بيروت،المكتبة العصرية)، ج4،ص78

[52]۔ أبن حجر أبو الفضل العسقلاني،فتح الباري شرح صحيح البخاري، باب الوصل بالشعر،(بيروت،دار المعرفة،ج10،ص435۔

[53]۔ الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان،(بيروت،دار الفكر،.لبنان)،الباب التاسع عشر فى الختان والحصاء وقلم الاظفار، ج5،ص358

پہلی صورت یعنی دوسرے انسان کے بال کا استعمال کرنا جائز نہیں اس پر سب متفق ہے۔
دوسری صورت میں دو اقوال ہیں اس میں پہلی صورت والی یعنی جانورں کے بال کا استعمال ناجائز ہے اسی مسئلہ میں دوسری رائے یہ ہے کہ یہ صورت جائز ہے لیکن اس شرط کیساتھ کہ بال ناپاک نہ ہو۔
تیسری صورت یعنی بال کے علاوہ کوئی اور بال نما چیز کو لگانا اس میں بھی دو رائے ہیں پہلی صورت میں ناجائز اور دوسری صورت میں جائز ہے راجح قول یہ ہے کہ دوسرے انسان کے بال لگانا شرافت کی وجہ سے جائز نہیں اور باقی صورتوں میں جائز ہے۔

بھوؤں کو باریک کرنا:۔

تزئین اور آرائش کی شکلوں میں سے ایک بھوؤں کو باریک کرنا بھی ہے بھویں باریک کرنے کیلئے بال اکھاڑے جاتے ہیں اس طرح بعض دفعہ دونوں بھویں ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں ان دونوں میں فاصلہ پیدا کرنے کیلئے خواتین بیچ کے بال اکھاڑ لیتی ہیں اس کو "نماص" کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے چنانچہ حضرت عائشہ کی روایت میں جن عورتوں پر لعنت کا ذکر کیا گیا ہے ان میں "النامصة والمتنمصة "کے الفاظ بھی ہیں۔[54]
حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت میں بھی متنمصات پر لعنت کا ذکر آیا ہے۔[55]
اس سلسلے میں دو باتیں اہم ہیں: ایک یہ کہ نامصہ اور متنمصہ کی جو مذمت کی گئی ہے اس سے کون سے بال مراد ہیں؟ اس سلسلے میں فقھاء اور شارحین نے عام طور پر دو اقوال ذکر کئے ہیں:
1:۔ ایک یہ کہ اس سے بھوؤں کے بال اکھاڑنے والی خواتین مراد ہیں اس تشریح کے مطابق پیشانی اور چہرے سے اگر بال اور رونگٹے اکھاڑے جائیں تو وہ اس ممانعت میں شامل نہیں ہیں چنانچہ شیخ احمد البناء نقل کرتے ہیں:
"قيل ان النماص مختص بازالة شعر الحاجبين ليرقيهااوليسويها،قال ابوداؤد في السنن:النامصة التى تنمص الحاجب حتى ترقة،فلو كانت مقرونة الحوواجب فازالت ما بينهما توهم البلج او عكسه قال الطبرى:لا يجوز"۔[56]
(بعض لوگوں نے کہا کہ بال اکھاڑنے کی ممانعت بھوؤں کے بال کے ساتھ مخصوص ہے تاکہ اسے باریک یا برابر کریں امام ابوداؤد نے سنن میں لکھا ہے کہ "نامصہ "سے وہ عورت مراد ہے جو بھوؤں کے بال باریک کرنے کیلئے اکھاڑے اور اگر بھویں ملی ہوئی ہوں اور درمیان کے بال اکھاڑ دیں تاکہ دونوں کے درمیان زیادہ یا کم فاصلہ محسوس ہو تو علامہ طبری نے لکھا ہے کہ یہ جائز نہیں)
(2) دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ نہ صرف بھویں بلکہ پورا چہرہ اس حکم میں شامل ہے۔ لہذا پیشانی رخسار اور ٹھوڑی وغیرہ کے بال کو بھی اکھاڑنا جائز نہیں۔
"واما النامصة والمتنمصة فهى التى تنتف الشعر من وجهها وتدقق حاجبيها ،ما خوذ من المنماص"[57]
نیز قاضی عیاض سے منقول ہے:
"النامصة التى تنتف الشعر من وجهها ووجة غيرها"[58]

---

[54]۔ محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني،الفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكاني،(يمن،مكتبة الجيل الجديد، صنعاء اليمن،ج17،ص297
[55]۔ ايضا
[56]۔ ايضا
[57]۔ أبو الحسين يحيى بن أبي الخير بن سالم،البيان في مذهب الإمام الشافعي،دار المنهاج-جدة،ج:2،ص95
[58]۔ الشوكاني،الفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكاني،مكتبة الجيل الجديد،صنعاءاليمن،ج7،ص297

بہر حال جمہور کے نزدیک پورے چہرے کے بال اس ممانعت میں داخل ہیں مالکیہ کے ہاں بال اکھاڑنے کی ممانعت کا حکم بھوؤں تک محدود ہے پیشانی اور چہرے کے بال اس میں شامل نہیں ہیں:
"لکن ذهب الجمهور الی ان نمص شعر بقية الوجه داخل ایضا فی النهی الا المالكية فقد ذهبو الی انه غير داخل"[59]
اور حنابلہ کہ نزدیک بھی عورت کیلئے چہرے کے بال کا اکھاڑنا جائز ہے کیونکہ انھوں نے اس سے عدت کی حالت میں عورت کو منع کیا ہے جو اس بات کا اشارہ ہے کہ اگر عدت میں نہ ہو تو جائز ہے چنانچہ علامہ ابن قدامہ ممنوعات عدت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں"وان تحفف وجهها وما اشبه مما يحسنها"[60]
موسوعہ فقہیہ میں ابن قدامہ ہی کے حوالہ سے امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ عورت کیلئے چہرے کے بال کو اکھاڑنا جائز ہے مرد کیلئے جائز نہیں، "ليس له باس للنساء واكره للرجال"[61]
جہاں تک جسم کے دوسرے حصوں کے بال ہیں: جیسے ہاتھ یا پنڈلی تو فقہاء نے اس کو اس حدیث کے دائرہ میں نہیں رکھا ہے:
"وا ما از الة بقية الشعر من الجسم فقد اجاز واللمراة باذن زوجها، ولم يجيزوه لغير المتزوجة لعدم المصلحة فی ازالته غالبا، الا ان كان للعلاج او عيب فانه يجوز بشرط ان لا يكون فيه تدليس علی الاخرين "[62] جسم کے بقیہ بالوں کو صاف کرنا فقہاء نے شوہر کی اجازت سے عورت کیلئے جائز قرار دیا ہے البتہ غیر منکوحہ کیلئے اس کی اجازت نہیں ہے کیوں کہ زیادہ تر اس کے حق میں اس کے صاف کرنے کی مصلحت نہیں پائی جاتی سوائے اس کے کہ علاج کیلئے ہو یا عیب کے درجہ میں ہو یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس میں دوسروں کے ساتھ دھوکہ نہ پایا جائے)

دوسرا سوال یہ ہے کہ حدیث میں جس بال کے اکھاڑنے کا ذکر آیا ہے اس کا منشاء کیا ہے؟ چنانچہ ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ تزئین کا یہ طریقہ اجنبیوں کے سامنے آراستگی کے اظہار کیلئے ممنوع ہے اگر اپنے شوہر کیلئے تزئین مقصود ہے تو حرج نہیں، چنانچہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:
"لعله محمول علی ما اذا فعلته لتتزين للاجانب، والا فلو كان فی وجهها شعر ينفر زوجها بسببه ،ففی تحريم ازالته بعد ،لان للنساءمطلوبة للتحسين الا ان يحمل علی ما لاضرورة اليه كما فی نتفه بالمنماص من الايذاء"-[63]شاید یہ ممانعت اس صورت پر محمول ہے جب عورت اجنبی مردوں کیلئے زینت اختیار کرنے کی غرض سے یہ عمل کرے ورنہ اگر اس کے چہرے پر بال ہوں جو اس کے شوہر کے لئے اس سے نفرت کا سبب ہوں تو اس بال کے دور کرنے کو حرام قرار دینا بعید از فہم ہے اس لئے کہ اس کو ایسی صورت پر محمول کیا جائے کہ جس میں ضرورت نہ ہو ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ چوٹی سے بال اکھاڑنا باعث تکلیف ہے)۔
ایک اور نقطہ نظر یہ ہے کہ اس طرح بال اکھاڑنے کی ممانعت اس وقت ہے جبکہ مخنث سے مشابہت پیدا ہو جاتی ہو ورنہ نہیں چنانچہ ملا علی قاری رقم طراز ہے-'لا باس بان ياخذشعر الحاجبين وشعر وجهه مالم يتشبه بالمخنثين-[64]

---

[59]- وزارة الاوقاف الاسلاميه الكويت المو سوعة الطبيه الفقهيه ،ص578
[60]- عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي أبو محمد،المغني،(بيروت،دار الفكر لبنان،ج11،ص286
[61]- وزارة الاوقاف الاسلاميه الكويت المو سوعة الطبيه الفقهيه،ج11،ص274
[62]- وزارة الاوقاف الاسلاميه الكويت المو سوعة الطبيه الفقهی،ص587
[63]- ابن عابدين شامی،ردالمختار،كتاب الحضروالاباحة،ج9،ص536
[64]- علي بن سلطان محمد القاري،مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،دار الكتب العلمية,ج8،ص288

البتہ جو بال غیر فطری طور پر اگ آئیں ان کے اکھاڑنے کی ممانعت نہیں جیسے کسی خاتون کو داڑھی یا مونچھ یا لب کے نیچے بال اگ آئیں تو ان کیلئے ان کا اکھاڑنا جائز ہوگا کیوں کہ یہ بال عام فطرت کے خلاف ہیں چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں:

"ويستثنى من النماص ما اذنبت للمراة لحية او شارب او عنفقة ،فلا يحرم عليها ازالتهابل يستحب"[65]

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی لڑکی کے چہرے یا پیشانی پر سخت بال نکل آئیں جو عام عادت کے خلاف ہو تو اس کا اکھاڑنا جائز ہوگا۔

اسی طرح جو بال فطری طور پر آتے ہیں لیکن شریعت میں ان کو صاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے انکو بھی صاف کرنا جائز بلکہ بعض حالات میں مسنون یا واجب ہوگا جیسے زیر ناف بال یا بغل کے با

پلکوں کے ساتھ بال لگانا:۔

آنکھوں کی تزیین کیلئے ایک نیا طریقہ آج کل مصنوعی پلکوں کا بھی اختیار کیا گیا ہے جیسے اصلی پلکوں کے ساتھ لگایا جاتا ہے اس سے بال گھنے اور سیاہ محسوس ہوتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے بالوں کیساتھ دوسرے کے بال جوڑنے سے منع فرمایا ہے اس لئے اگر دوسرے انسانی بال کی پلکیں بنائی جائیں تو یہ ناجائز ہے اگر انسانی بال کے علاوہ کسی اور چیز کی پلکیں بنائی جائے تو جائز ہوگا مگر کراہت اس میں بھی ہوگی کیوں کہ اس میں بھی ایک طرح تلبیس پائی جاتی ہے اور اگر الگ رنگ کی پلکیں ہوں جس میں تلبیس کی کیفیت نہ ہو تو پھر اس میں کراہت نہیں ہے بشرطیکہ جسمانی ضرر کا اندیشہ نہ ہو اگر جسمانی ضرر کا اندیشہ ہو تو یہ صورت بھی کراہت سے خالی نہ ہوگی۔

پلکوں کیساتھ بال لگوانے کے بارے میں معاصر علماء کے فتوے:۔

آپکے مسائل اور انکا حل فتاوٰی میں مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے لکھا ہے کہ یہ عمل جائز نہیں۔[66]

مصنوعی تل بنانا:

تزیین و آرائش کی ایک صورت رخسار وغیرہ پر مصنوعی تل بنانا بھی ہے یہ صورت کراہت سے خالی نہیں کیوں کہ گو اس عمل کا اثر عارضی ہوتا ہے لیکن اس میں ایک طرح کی تلبیس پائی جاتی ہے اور دیکھنے والے کو اس کے حقیقی اور فطری تل ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

دانتوں میں مسی کرنا:۔

تزیین و آرائش کی ایک صورت جو قدیم زمانہ سے مروج ہے خواتین کا اپنے دانتوں میں مسی لگانا ہے اس کا اثر عارضی ہوتا ہے نہ کہ مستقل اور اس میں تلبیس کا پہلو بھی نہیں پایا جاتا کیوں کہ دیکھنے والے پر اس کا یہ عمل مخفی نہیں رہتا۔

مستقل ذرائع:۔

جس انسان کے سر پر بال نہ ہوں یا بہت کم بال ہوں خاص کر اگر خواتین کے ساتھ یہ صورت حال درپیش ہو تو ان کیلئے سر پر بالوں کی کھیتی جائز ہے بشرطیکہ وہ انسانی بال نہ ہوں جانوروں کے بال ہوں یا نائیلون وغیرہ کے دھاگے ہوں کیوں کہ بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کا جوڑنا جائز نہیں حیوانات کے بال یا دھاگے جوڑنے کی فقہاء نے اجازت دی ہے نیز اس کا مقصد صرف تزئین نہیں بلکہ ایک علاج بھی ہے کیوں کہ جو شخص گنجا ہوتا ہے وہ ایک نفسیاتی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور خواتین تو خاص کر اس سے دوچار ہوتی ہیں کیوں کہ بال کی حیثیت عورت کیلئے ایک فطری زیور کی ہے۔

چنانچہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں:

---

[65]۔ محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركپوري، تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، (بيروت، دار الكتب العلمية)، ج8ص56

[66]۔ مولانا یوسف لدھیانوی، آپ کے مسائل اور انکا حل، مکتبہ لدھیانوی کراچی، ج8ص223

"قلت لعل الفقہاء حملو ا النہی فی الوصل علی ان حرمة الوصل محمول علی ما اذا کا ن بشعر النساء، لان استعمال جزء الادمی حرام ،اما الوصل بغیر شعور النساء ،فلا باس به ،لانه لیس فیه استعمال جزء الانسان ،بل هو للزینة فقط":[67]۔میں کہتا ہوں شاید فقہاء نے بال جوڑنے کی ممانعت کو عورتوں کے بال جوڑنے کی حرمت پر اس لئے محمول کیا ہے کہ انسان کا جزء استعمال کرنا حرام ہے عورتوں کے علاوہ دوسرے بال جوڑنے میں حرج نہیں اسلئے کہ اس میں انسان کے جزء کااستعمال نہیں بلکہ یہ محض زینت کیلئے ہے۔

جس طرح انسانی بال اور غیر انسانی بال میں چونکہ خاص فرق ہوتا ہے اسلئے بعض حضرات نے اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے اسے جائز قرار دیا ہے چنانچہ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

"والظاہر ان المحرم انما ہو وصل الشعر بالشعر ،لما فیه من التدلیس ،واستعمال الشعر المختلف فی نجاسته وغیرذلک لا یحرم ،لعدم هذه المعانی فیها وحصول المصلحه من تحسین المراء لزوجها من غیر مضرة"[68]۔بظاہر بال کو بال سے جوڑنا اس لئے حرام ہے کہ اس میں دھوکہ دہی ہے اور ایسے بال کااستعمال ہے جسکے ناپاک ہونے میں اختلاف ہے اسکے علاوہ دوسرے بال کااستعمال حرام نہیں ہے کیوں کہ اس میں یہ اسباب نہیں پائے جاتے اور بغیر کسی نقصان کے عورت کے اپنے شوہر کیلئے سنورنے کی مصلحت پائی جاتی ہے۔

معاصر علماء کے فتوے کی وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے جسم کے بال کو بھی استعمال کر سکتا ہے۔

مفتی محمد سلمان کہتا ہے کہ اپنے جسم کے بال سر پر لگوانے کی گنجائش ہو گی البتہ دوسرں کی بال اپنے جسم میں لگانا ناجائز ہے۔[69]

جسم کو گودوانا:۔

مستقل طریقہ زینت میں سے ایک جسم کو گودوانا ہے یہ طریقہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں بھی مروج تھا مغربی ممالک میں اس زمانے میں یہ ایک فیشن کی صورت اختیار کر گیا ہے اور جسم کے مختلف حصوں کو گودوایا جاتا ہے اور گودوانے میں مستقل ڈیزائن بھی اختیار کئے جاتے ہیں جیسے : پھول ،درخت، سانپ ،صلیب کی تصویریں، شیر گھوڑا وغیرہ گودوانے کی یہ تمام شکلیں ناجائز ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالی عنه عن النبیﷺ قال "لعن اللہ الواصلة والمستوصلة ،والوشمة والمستو شمة"۔[70]

"وشم "کا طریقہ یہ تھا کہ جسم میں ہلکے سوراخ کرکے اسے سرمہ یا کسی اور رنگ سے بھر دیا جاتا تھا۔

"الواشمةفاعلة الوشم ،وهی ان تغرز ابرة او نحوها فی ظهرالکف او المعصم او الشفعة او غیر ذلک فی بدن المراةحتی یسیل الدم ،ثم تحشو ذلک الموضع بالکحل او النورة فیخضر وقد یفعل ذلک بدارات ونقوش وقد تکثره وقد تقللة"۔[71]۔واشم یہ وشم کا فاعل ہے "وشم" سے مراد یہ ہے کہ ہتھیلی کی پشت یا کلائی یا ہونٹ یا عورت کے جسم کے کسی اور حصہ پر سوئی یا اس طرح کی کوئی اور چیز چبھو

---

[67]۔ الشیخ خلیل أحمد السهارنپوری،الکتاب:بذل المجهود،(ہند،مرکز الشیخ أبي الحسن الندوي للبحوث والدراسات الإسلامیة،ج5ص75

[68]۔ عبد اللہ بن أحمد بن قدامة المقدسي أبو محمد،المغني،دار إحیار التراث العربي،ج1،ص68

[69]۔ محمد سلمان،کتاب النوازل،لمرکز العلمی للنشروتحقیق لال باغ مراد آباد،ج16،ص231

[70]۔ بخاری،صحیح البخاری،باب الوصل فی الشعر،ح5933

[70]۔ محمد بن علي بن محمد بن عبد اللہ الشوکاني الیمني،الفتح الرباني من فتاوی الإمام الشوکاني،حققه ورتبه:أبو مصعب «محمد صبحي» بن حسن حلاق:مکتبة الجیل الجدید،صنعاءالیمن، ج17،ص297

[71]۔ محمد بن علي بن محمد بن عبد اللہ الشوکاني الیمني،الفتح الرباني،مکتبة الجیل الجدید،صنعاءالیمن،ج17،ص297

ئی جائے یہاں تک کہ خون بہہ پڑے ہر اس جگہ کو سرمہ یا چونے سے بھر دیا جائے چنانچہ وہ سبز ہو جائے اور کبھی ایسا کیا جاتا ہے کہ حلقہ نما ڈیزائن اور نقوش بنانے کیلئے کبھی اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے اور کبھی کم۔

اور آج کل بھی کم و بیش یہی صورت مروج ہے گودوانا بذات خود ناجائز ہے لیکن اگر اس کے ساتھ جانور کی شکل کو نمایاں کیا جائے یا معبودان باطل کی تصویریں بنائی جائیں تو یہ اور بھی زیادہ گناہ کا باعث ہے بلکہ ان میں سے بعض صورتیں تو مشرکانہ افعال میں شامل ہیں البتہ اگر گودوانے کے بجائے اس طرح کا ڈیزائن جسم پر ڈالا جائے جسے بعد میں صاف کیا جاسکتا ہو تو اس کی گنجائش ہے کیوں کہ ممانعت ایسے فعل کی ہے جو مستقل طور پر جسم کا حصہ بن جائے اگر صرف کلر کے ذریعہ ڈیزائن ڈالا جائے تو اس کو مہندی کے مماثل قرار دیا جاسکتا ہے چنانچہ علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ نے خاص طور پر عدت کی حالت میں چہرہ اور ہاتھ وغیرہ پر نقش و نگار بنانے سے منع کیا ہے ،"وان تنقش وجهها ويديها"[72]۔ یہ گویا اس بات کی صراحت ہے کہ عورت عدت میں نہ ہو تو اس کے لئے ایسے نقش بنانا جائز ہے مگر اس میں بھی شرط ہو گی کہ وہ معبودان باطل یا ذی روح کی تصویر کو شامل نہ ہو۔

دانت:۔

انسان کے خوبصورتی میں دانت کا بھی نمایاں کردار ہوتا ہے اگر دانت آگے کی طرف نکلے ہوئے ہوں اندر کی طرف دبے ہوئے ہوں یا ایک دانت پر دوسرا دانت چڑھا ہوا ہو تو خوبصورت آدمی بد شکل معلوم ہوتا ہے اسلئے دانتوں کی آرائش کے لئے بھی مختلف صورتیں مروج ہیں ،اور دانت کی تزئین کی بعض صورتوں سے متعلق حضور ﷺ کی واضح ہدایت بھی موجود ہے چنانچہ دانتوں کے درمیان خوبصورتی کیلئے مصنوعی طور پر ہلکا فاصلہ پیدا کرنے کو آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا بلکہ ایسی عورتوں پر آپ نے لعنت بھیجی ہے ایسی خواتین کو حدیث میں "متفلجات" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے ،آج کل غالباً اس قسم کا فیشن مروج نہیں ہے لیکن بہر حال اگر کہیں ایسا فیشن اختیار کیا جائے تو یہ درست نہیں ہو گا اور اسے اللہ کی تخلیق میں تبدیلی سمجھا جائے گا اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے "وشر" سے منع فرمایا وشر سے مراد دانتوں کو باریک بنانا ہے۔

"الوشر حد الاسنان وتر قيقهابالمنثار"[73]

لیکن اگر کسی کے دانت پر دانت چڑھا ہوا ہو یا ایک زائد دانت ہو گیا ہو عام طور پر لوگوں کے دانت جس طرح ہوتے ہیں اسکے مقابلے میں نکلا ہوا ہو یا اندر کو دبا ہوا ہو جس سے چہرے کی وضع خراب معلوم ہوتی ہو تو اس کو صحیح کر دینا علاج کی قبیل سے ہے اس لئے کہ یہ انسان کی اس تخلیقی وضع کے مطابق نہیں ہے جو عام حالت میں ہوا کرتی ہے جیسا کہ چھٹی انگلی کو کاٹنے کی اجازت دی گئی ہے خاص کر اگر اس سے کھانے میں یا چپانے میں یا گفتگو میں فرق آتا ہو تب تو اس کا جائز ہونا ظاہر ہے۔

"ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها في الأكل أو أصبع زائدة تؤذيها أو تؤلها فيجوز ذلك والرجل في هذا الأخير كالمرأة"[74]۔اور اس ممانعت سے ایسی صورت مستثنیٰ ہے جس سے نقصان یا تکلیف پیدا ہوتی ہو جیسے اس کو زائد یا طویل دانت ہو جس سے کھانے میں تکلیف ہوتی ہو یا زائد انگلی ہو جو اس کے لئے تکلیف دہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے اور اس مسئلہ میں مرد و عورت کا حکم یکساں ہے۔

---

[72]۔ ، ابن قدامة،المغني،(بيروت،دار الفكر لبنان،ج11،ص286

[73]۔ الطبري،جامع البيان في تأويل القرآن،مؤسسة الرسالة:ج2،ص561

[74]۔ محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركپوري أبو العلا،تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي،دار الكتب العلمية بيروت،باب ماجاءفى الواصلة و المستوصلة والواشمة،ج8،ص55

کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عرفجہ کو پہلے چاندی کا پھر سونے کا دانت بنانے کی اجازت دی ہے اگر اس کا مقصد صرف حسن ہو تو قدرتی دانت اکھاڑ کر اس کی جگہ سونے یا چاندی کا دانت لگانا جائز نہیں ہوگا اگر اصل دانت اکھڑ گیا ہو تو مردوں کیلئے تو اس صورت میں بھی بلا عذر سونے یا چاندی کا دانت لگانا درست نہیں ہوگا کیوں کہ مردوں کو سوائے چاندی کے انگوٹھی کے ان دھاتوں کے استعمال کی ممانعت ہے ہاں! اگر کسی وجہ سے معالج کا مشورہ ہو تو سونے اور چاندی کا دانت لگا سکتا ہے خواتین کیلئے سونے یا چاندی کا دانت لگانے کی گنجائش ہوگی کیوں کہ ان کے لئے بطور زینت بھی سونے چاندی کا استعمال جائز ہے۔

دانت کے بارے میں معاصر علماء کے فتاویٰ جات:۔

- فتاوی آپ کے مسائل اور انکا حل میں مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے لکھا ہے کہ مصنوعی دانت لگوانا جائز ہے[75]
- امداد الفتاوی میں ہے کہ دانت کا بنوانا ضرورت اور زینت دونوں کیلئے درست ہے۔[76]

مستقل ذرائع۔

مستقل طریقہ زینت کو اختیار کرنے کی بعض صورتیں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی یا تغیر کے دائرہ میں آتے ہیں کیوں کہ ان کی تخلیقی وضع خلاف عادت نہیں ہیں۔ یہ ساری صورتیں تفصیل سے پہلے گذر چکی ہیں لیکن ہم یہاں انفراد کچھ صورتیں ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

الف) ہونٹ موٹے ہوں اور انھیں آپریشن کے ذریعے باریک بنایا جائے۔ (ب) ناک پھیلی ہوئی ہو اسے آپریشن کے ذریعے نوکدار بنایا جائے یا زیادہ اونچی ہو اسے معتدل بنایا جائے۔ (ج) رخسار چپکے ہوئے ہوں انھیں آپریشن کے ذریعے ابھارا جائے یا چہرہ چوڑائی لئے ہوا ہو اور اسے گول بنایا جائے۔ (د) جسم کے مختلف حصوں میں عمر کے لحاظ سے جو جھریاں پڑ جاتی ہیں انھیں آپریشن کے ذریعہ دور کیا جائے۔ (ہ) پستان زیادہ ابھرے ہوئے ہوں انھیں کم کیا جائے یا چھوٹے ہوں انھیں ابھارا جائے۔ (د) ٹھوڑی کو آپریشن کے ذریعہ ہموار اور خوش وضع بنایا جائے۔

یہ ساری صورتیں اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں محض زیادہ سے زیادہ حسین نظر آنے کے تحت کی جانے والی تبدیلیاں ہیں، اس لئے یہ جائز نہیں ہیں۔ اگر شدید ضرورت ہو تو اس صورت میں اجازت ہوگی بعض صورتیں ایسی ہیں جو بطور علاج بھی کی جاتی ہیں اور تحسین و تزئین کے طور پر بھی، جیسے پیٹ اور کولہے سے چربی کی تہیں آپریشن کے ذریعہ نکالنا اس سے انسان خوبصورت بھی نظر آتا ہے اور بعض دفعہ علاج کے طور پر بھی ایسا کرنے پر مجبور ہوتا ہے کیوں کہ حد اعتدال سے زیادہ موٹاپا بھی انسان کیلئے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے، اس لئے ان صورتوں کا حکم آپریشن کرانے والوں کی نیت کے اعتبار سے ہوگا اگر اس نے علاج کی نیت سے کی ہے تو یہ جائز ہوگا اور اگر اس کے پیچھے جذبہ حسن نمائی کارفرما ہو تو جائز نہیں ہوگا۔

جو صورتیں جائز نہیں ہیں، جیسے ناک یا ہونٹ کی وضع کو درست کرنا وغیرہ جن کی مانعت پر کوئی نص موجود نہیں ہے اگر سخت مجبوری در پیش ہو تو اس کی اجازت ہو سکتی ہے، جیسے ناک یا ہونٹ کے غیر معمولی طور پر بد وضع ہونے کی وجہ سے کسی لڑکی کا رشتہ طے نہ ہونے پائے یا کوئی شوہر اپنی بیوی کو اس طرح کے آپریشن پر مجبور کرے اور اندیشہ ہو کہ اگر وہ اس پر عمل نہیں کرے گی تو اسے تکلیف دی جائے گی یا طلاق دی جائے گی تو یہ خاص صورتیں مجبوری کی ہیں اور ان حالات میں شریعت کا قاعدہ "الضرورات تبيح المحظورات" کے تحت اصل فعل کے ناجائز ہونے کے باوجود ایسی لڑکیوں اور عورتوں کیلئے تجمیلی آپریشن کرالینا جائز ہوگا۔

[75]۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی آپ کے مسائل اور ان کا حل، مکتبہ لدھیانوی کراچی، ج7، ص380

[76]۔ اشرف علی تھانوی، امداد الفتاوی، مکتبہ دار العلوم احاطہ جامعہ دار العلوم کراچی، ج4، ص206

معاصر علماء کے فتاویٰ جات:۔

- مفتی سلمان، ناک اور ہونٹ کے باریک کرنے کے بارے میں کتاب النوازل میں لکھتے ہے کہ انکا باریک کرنا درست نہیں البتہ ضرورت کے بناء پر جائز ہو گا۔[77]

خلاصۃ البحث:۔

اس مقالے میں پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت کو پیش کیا گیا ہے جس کا خلاص درجہ ذیل ہے۔

پلاسٹک سرجری مندرجہ ذیل صورتوں میں ناجائز ہیں۔

- ناک، کان اور دوسرے اعضاء خلقی طور پر کم خوبصورت اور غیر متناسب ہوں مگر انسان کی عمومی معتاد خلقت کے دائرہ سے باہر نہ ہوں تو زینت اور محض خوبصورتی کیلئے پلاسٹک سرجری جائز نہیں۔
- درازی عمر کی وجہ سے طبعی طور پر انسان کی ظاہری حیثیت میں جو تغیر آتا ہے، جیسے جھریوں کا پیدا ہو جانا وغیرہ ان کو ختم کرنے کیلئے پلاسٹک سرجری جائز نہیں۔
- اپنی شناخت چھپانے کیلئے پلاسٹک سرجری جائز نہیں سوائے اس کے کہ مظلوم کو ظالم سے بچنے کیلئے ایسا کرنا پڑے۔

پلاسٹک سرجری مندرجہ ذیل صورتوں میں جائز ہیں۔

- جسمانی عیب دور کرنے کیلئے پلاسٹک سرجری جائز ہے اور عیب سے مراد جسم میں پائی جانے والی ایسی صورت ہے جو معروف و معتاد اور عمومی تخلیقی کیفیت سے مختلف ہو چاہیے پیدائشی عیب ہو یا بعد میں پیدا ہو جائے۔
- جسمانی تکلیف کے ازالہ کیلئے اگر مسلمان ڈاکٹر کا مشورہ ہو تو پلاسٹک سرجری جائز ہے۔

---

[77]۔ محمد سلمان، کتاب النوازل، ج16، ص228